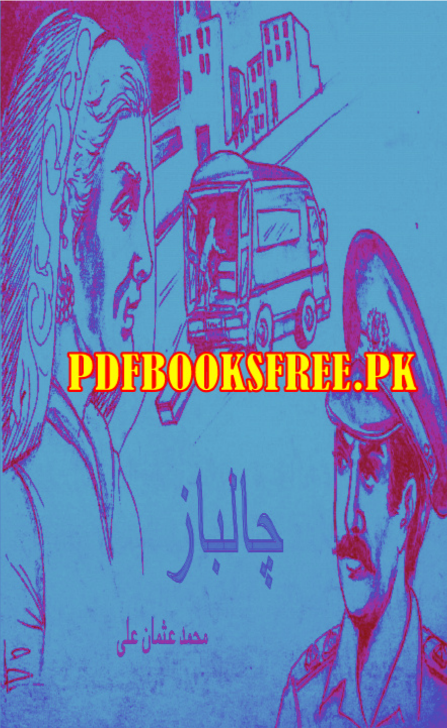
PDFBOOKSFREE.PK
چالباز
محمد عثمان علی

چالباز

محمد عثمان علی۔ میاں چنوں

وہ معصوم سی شکل والی عورت ایسا کیسے کر سکتی ہے؟ سسپنس سے بھرپور کہانی

حامد نے میری طرف حیرت سے دیکھا اور پوچھا۔ ''کتنے دن ہو چکے ہیں......؟''

''کس کو......؟'' میں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''ہمارے دیئے ہوئے اشتہار کو......؟''

''بیس، پچیس دن تو ہو ہی گئے ہوں گے۔'' میں نے پر خیال انداز میں جواب دیا۔

''ہوں۔ ہمیں جتنی جلدی لیڈی کلرک کی ضرورت ہے، اتنی ہی دیر ہوتی جا رہی ہے۔'' حامد نے رخ بدلتے ہوئے کہا۔

''اب تک جتنی بھی لڑکیاں انٹرویو دے چکی ہیں۔ سب کی سب نا صرف لوایجوکیشن ہیں بلکہ ناتجربہ کار بھی......''

''اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ان میں کچھ خامیاں بھی ہوں۔ جو بعد میں عیاں ہوتیں۔'' میں نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں جلد ہی کوئی اچھی سی لیڈی کلرک ہمیں مل ہی جائے گی۔''

''ہوں......'' حامد نے یوں ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد بولا۔

''ویسے تمہارے خیال میں اس بار ٹینڈر کس کے ہاتھ لگے گا۔؟ کس کی قسمت کھلے گی......؟''

''ہمیں خدا کے حضور سربسجود ہونا چاہئے کہ پچھلی بار ٹینڈر ہمارا نکلا تھا اور اس بار بھی اگر خدا نے چاہا تو یقیناً ہمارا ہی نکلے گا۔'' میں نے مزید بولتے ہوئے کہا۔ ''ہمیں دعائیں مانگنی چاہئیں۔''

اس سے پہلے کہ حامد میری بات کا جواب دیتا یا کچھ کہتا۔ اسی وقت دروازے پر کسی نے دستک دی۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

''کم ان'' میں نے کہا تو دروازہ نہایت شائستہ انداز میں کھلتا چلا گیا اور پھر ہماری سیکریٹری کمرے میں داخل ہوئی اس نے بائیں ہاتھ میں ہلکے آسمانی رنگ کی ایک فائل پکڑی ہوئی تھی اس کا نام عابدہ تھا۔

''سر!'' اس نے میری طرف مسکرا کر دیکھا۔ ''باہر راہداری میں ایک عورت موجود ہے، وہ فائل کلرک کی اسامی کی امیدوار ہے۔''

''ساتھ کون ہے......؟'' حامد نے سیکریٹری

www.pdfbooksfree.pk

سے پوچھا۔

''کوئی نہیں سر، اکیلی ہیں۔ کسی اخبار میں ہمارا اشتہار دیکھ کر نوکری اپلائی کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہیں۔'' سیکریٹری نے حامد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے ٹیبل پر ایک درخواست رکھ دی، حامد نے میری طرف دیکھا۔

میں بولا۔ ''میرا خیال ہے کہ یہ میٹرک پاس لڑکیوں جیسی نہیں ہوگی۔''

حامد کچھ نہ بولا۔ میں نے فارم اٹھا کر دیکھا اور چپ ہوگیا۔ عمر کے کالم میں ''اڑتالیس سال'' درج تھا۔

''وٹ ازاٹ......؟'' میں نے ترش لہجے میں کہا۔ '' کیا ہم نے کوئی اولڈ ہاؤس کھولا ہوا ہے......؟''

''کیا ہوا......؟'' حامد نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''پھر کوئی لو (Low) ایجوکیشن ہے......؟''

''تم خود ہی دیکھ لو......'' میں نے فارم اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

حامد نے ہاتھ بڑھا کر فارم لیا۔ اور اسے پڑھنے لگا۔ پھر وہ بولا۔

''یار اتنی جلدی مت کرو، ہوسکتا ہے کہ یہ عورت تجربے کار ہو، بس تھوڑی عمر زیادہ ہوگئی ہے تو کیا ہوا......؟ انٹرویو لینے میں کیا حرج ہے۔ فیصلہ تو انٹرویو کے بعد ہی ہوگا۔''

حامد کا تحمل مجھے پسند آیا تھا۔ پھر میں نے درخواست پیپر دیکھا اور اسے پڑھا۔ عورت کا

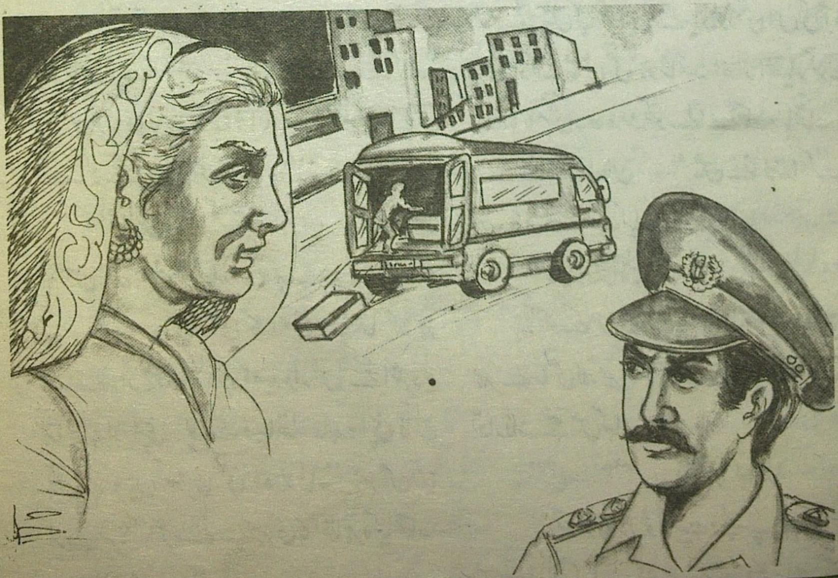

www.pdfbooksfree.pk

نام رضیہ سلطان تھا۔

''ہوں...... نام تو رضیہ سلطان ہے کہیں پرانے زمانے کی مشہور عورت رضیہ سلطانہ تو نہیں آ گئی۔؟'' میں نے حامد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ میری اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر وہی ہوئی تو یقیناً اور بھی اچھا ہوگا۔'' حامد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ ''وہ کیسے جناب......؟''

''یار پھر اس رضیہ سلطانہ صاحبہ سے اس کے دور کی معلومات حاصل کر کے ہم کافی موٹی اور بہترین تاریخی کتاب لکھ سکتے ہیں۔ بلکہ شائع بھی کر سکتے ہیں۔ نام بھی معروف ہو جائے گا اور اچھا خاصہ پیسہ بھی مل جائے گا۔''

''اونہہ...... بس بس رہنے دو، بڑے آئے تم تاریخ کے رائٹر......'' میں نے حامد سے کہا۔ ''ہاؤایور (However) تجربہ کار اور قابل لگتی ہے۔ لوگے اس کا انٹرویو......؟''

''بالکل...... مگر ہم دونوں ساتھ ساتھ بیٹھیں گے......؟'' حامد نے کہا۔

جبکہ ہماری کمپنی کا اصول یہ تھا کہ ہر عہدے دار علیحدہ علیحدہ امیدواروں کے انٹرویو لیتا تھا۔ اور اپنی رپورٹ دیتا تھا، عابدہ اپنی فائل پکڑے وہیں کھڑی تھی وہ بولی۔ ''پھر میں کیا کروں سر؟'' اس نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تھا۔

''بلاؤ اسے۔''

''اوکے (O k)'' عابدہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واپس پلٹ گئی۔

پھر چند لمحوں کے بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔

میں بولا'' آ جاؤ''

دروازہ کھلا اور وہ عورت جس کا نام رضیہ سلطان تھا، اندر داخل ہوئی وہ اپنا سر اس طرح ہلا رہی تھی جیسے ہم اس کے منتظر تھے اس کے جسم کا سیاہ لباس پرانی وضع کا تھا وہ ذرا درمیانے قد کی مالک تھی۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود بھی وہ تیس سال کی لگ رہی تھی۔ شاید اس نے اپنی زندگی میں کام کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کی دیکھ بھال بھی اچھی طرح سے کی تھی۔ میں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تھینک یو۔'' کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے نرم لہجے میں کہا مگر اس کے باوجود بھی اس کی آواز میں کڑک شامل تھی جو شائستہ انداز اختیار کرنے سے ناکام تھی۔ حامد منہ کھولے اسے تک رہا تھا۔

''مسز سلطان ......'' میں نے ابتدا کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''رضیہ کہیں پلیز......!''

''اوکے رضیہ صاحبہ...... یہ مسٹر حامد ہیں میرے ساتھی اور میرا نام شعیب رضا ہے۔'' میں نے تعارفانہ لہجے میں کہا۔

''جی......؟'' اس نے مختصراً کہا۔

''تمہاری درخواست دلچسپ ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ آپ انڈیا کے شہر چکا شامیر میں

www.pdfbooksfree.pk

پیدا ہوئی تھیں۔''

''جی ہاں۔'' وہ مسکرا کر بولی۔''چکا شامیر میں ایک بہت بڑی حویلی ہے۔ جسے اب ریپئر کرنے کے بعد شاندار بنگلے کی شکل دے دی گئی ہے۔''

''اوہ۔ تو اس بنگلے میں آپ کی برتھ ہوئی تھی۔''

''NO...... اس بنگلے میں نہیں بلکہ اس بنگلے سے کچھ دوری پر ایک چھوٹا سا گھر ہے۔ وہاں......'' رضیہ سلطان نے کہا۔ اس کے لہجے میں فخر پنہاں تھا۔

میں ایک گہرا سانس لے کر رہ گیا۔ مجھے اس عورت کی بات پر ہنسی بھی آئی کہ اس نے بات کس خوبصورت انداز میں کی تھی۔

''اچھا......!'' حامد نے استہزائی لہجے میں کہا۔ پھر اس درخواست اٹھائی اور پڑھنے لگا میں نے چھت کی سمت دیکھنا شروع کر دیا۔

''اور تم نے انڈیا میں بھی دس سال کام کیا ہے۔'' حامد نے پڑھتے ہوئے کہا۔''مگر تم نے نوکری کیوں چھوڑ دی؟''

وہ بولی۔''آپ کبھی انڈیا میں چکا شامیر کے شمالی علاقے میں نہیں گئے بے حد سردی پڑتی ہے وہاں میں نے اقبال سے کہا تھا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی۔''

حامد بولا۔'' اقبال ...... اقبال کون ہے......؟''

''اقبال میرے شوہر کا نام ہے......''

''مگر آپ کے شوہر کا نام تو سلطان ہے......''

''جی ہے...... مگر ان کا مکمل نام سلطان اقبال ہے۔ کچھ عرصہ قبل وہ فوت ہو چکے ہیں۔ حامد صاحب! مجھے دھوپ سے بڑی محبت ہے۔ آپ شاید چکا شامیر میں کبھی نہیں رہے ہوں......؟''

وہ عورت ٹھیک کہہ رہی تھی مجھے بھی اس علاقے کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ میں بھی کئی بار کاروباری سلسلے میں انڈیا اور بنگال جا چکا تھا۔ مگر یہ نام میرے لئے بھی کچھ انجانا سا تھا۔

''رضیہ صاحبہ!'' میں نے کہا۔''ہمیں ایک عمدہ فائل کلرک کی ضرورت ہے اور یہاں کام زیادہ بھی ہے۔''

''ہونا بھی چاہئے......''

''کچھ ٹائپ بھی کرنا ہوگا۔''

''میں ٹائپ جانتی ہوں، کیا آپ میرا ٹیسٹ لیں گے......؟''

''OK'' میں نے اثبات میں سر ہلایا اور ساتھ حامد کو اشارہ کر دیا کہ وہ میرے ساتھ ہی باہر نکلے۔ پھر ہم تینوں باہر نکل آئے۔ میں نے باہر نکلتے وقت حامد کے کان میں کہا۔''ایک منٹ میں دس الفاظ کی رفتار سے زیادہ نہیں ہوگی اس کی رفتار......''

پھر اسے کمپیوٹر چیئر پر بیٹھاتے ہوئے چند صفحات اس کے سامنے رکھ دئے۔ اس نے کمپیوٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کمپیوٹر کی بورڈ پر اپنے ہاتھ رکھے اور پھر اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چلنے لگے۔ کی بورڈ کو وہ مشین گن بنائے ہوئے

www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ وہ نوے الفاظ فی منٹ میں لکھ رہی تھی۔ میرے خدا......!

اس عورت نے تین صفحے ٹائپ کر دیئے۔

اس میں صرف ایک غلطی مل سکی۔ حامد ان صفحات کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ طلسمی اور جادوئی ہوں۔

اس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔

رضیہ آفس میں بھیج دی گئی، پھر حامد بولا۔

''زبردست ٹائپسٹ ہے۔''

''مگر احتیاطاً اس کے ریفرینس دیکھ لو۔'' میں نے حامد سے کہا۔

''میں نے ریفرنس دیکھ لئے ہیں۔ ٹھیک ہیں، اٹ از اوکے۔''

☆......☆......☆

دن پر دن...... گزرتے رہے۔ رضیہ مہینے بھر میں ہماری کمپنی کی بے حد مقبول ملازمہ بن گئی۔ کسی کی برتھ ڈے ہوتی تو وہ کیک لے کر آ جاتی...... کسی کو پریشان دیکھتی تو اس کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے مدد پر آمادہ ہو جاتی لوگ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے۔ وہ وقت کی بے حد پابند ہونے کے ساتھ ساتھ چھٹیاں بھی نہیں کرتی تھی۔ آفس کے سب لوگ اس سے بے حد خوش تھے۔

ایک دن وہ اپنی مخصوص کمپیوٹر چیئر پر بیٹھی بڑے بوجھل سے انداز میں کام کرنے میں مصروف تھی کہ حامد اور میں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ رضیہ کے دونوں ہاتھ کی بورڈ پر مہارت کے ساتھ چل رہے تھے۔

''کیا بات ہے رضیہ صاحبہ! آپ کی طبیعت کچھ ناساز دکھائی دے رہی ہے۔'' میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ بس یسٹرڈے نائٹ سے بدن میں ہلکا سا درد ہو رہا ہے۔'' اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ کو آفس نہیں آنا چاہئے تھا۔ آپ ''لیو'' لے سکتی تھیں۔'' حامد نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں......'' رضیہ نے ایک لمحے کے لئے ہاتھ روک کر ہماری جانب دیکھ کر کہا۔ ''آتے وقت میں نے دوا لے لی تھی۔ ایک خوراک کچھ دیر کے بعد لوں گی۔'' پھر ہم دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسے رکھے ہوئے ہمیں پانچ ماہ گزر گئے۔ ایک روز حامد میرے کمرے میں آیا اور تھکے تھکے سے انداز میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

''کیا بات ہے جناب......؟'' میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کچھ اپ سیٹ دکھائی دے رہے ہو؟''

''ہاں......'' اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں......؟ ایسی کون سی بات ہو گئی؟ جس کی وجہ سے تم اتنے اپ سیٹ دکھائی دے رہے ہو؟''

www.pdfbooksfree.pk

''بات ہی کچھ ایسی ہوئی ہے......اگر تم سنو گے تو یقیناً حیرت کے مارے کرسی پر سے اچھل پڑو گے......''

''اچھا......! تو پھر مجھے بھی تو معلوم ہو کہ ایسی کون سی بات ہوئی ہے، جسے سنتے ہی میں اچھل پڑوں گا۔'' میں نے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ ''کہیں بھابھی نے طویل عرصے کے بعد پیار کا اظہار تو نہیں کر دیا؟''

میری اس بات پر حامد صرف دھیرے سے مسکرا کر رہ گیا۔

''اگر تمہاری بھابھی مجھ سے پیار کا اظہار کرتی تو پھر بھی شاید مجھے کوئی حیرت نہ ہوتی، مگر......''

''مگر......مگر کیا......؟''

''مگر......مگر یار وہ رضیہ......'' اس نے جیسے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

''رضیہ ...... ؟ کیا ہوا رضیہ کو......؟'' میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں اپنے موکلوں سے کافی تعداد میں کیش ملتا ہے، ہم اسے ہفتے میں ایک بار یعنی فرائی ڈے کو بینک میں جمع کرواتے ہیں۔ اس روز فرائی ڈے تھا یعنی کل......؟''

''تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ یہ سب تو مجھے بھی معلوم ہے۔'' میں بولا۔

اس نے مجھے اداسی سے دیکھا اور کہا۔ ''رضیہ بینک میں جمع کروانے والی تمام رقم لے کر بھاگ گئی ہے۔''

رمضان آرہا ہے

رمضان آرہا ہے ، رمضان آرہا ہے
خوش آمدید کہیے مہمان آرہا ہے
ماہِ کرم بفضلِ رحمٰن آرہا ہے
لے کر یہ رحمتوں کا سامان آرہا ہے
پلکیں بچھاؤ اس کی راہوں میں والہانہ
بن کر یہ بخششوں کا امکان آرہا ہے
جس میں اُتاری رب نے اپنی کتاب اطہر
ہاں ہاں وہی مہینہ ، ذیشان آرہا ہے
گمراہوں کے سائے چھائے تھے روح و دل پر
بندوں کا پھر بڑھانے ایمان آرہا ہے
کتنے غموں کا اب تک ڈھیرا لگا تھا دل میں
صد شکر سب غموں کا درمان آرہا ہے
رحمت کے وا ہوئے ہیں مشتاق سب دریچے
بن کر وعیدِ باغِ رضوان آرہا ہے

(مشتاق احمد قادری۔ کراچی)

www.pdfbooksfree.pk

"What?" میں اس بار حقیقتاً کرسی پر سے اٹھ کھڑا تھا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو تم......؟ یہ سب کیسے ہوا......؟"

"شوکت رقم لے کر بینک گیا تھا۔ اس نے دس منٹ پہلے فون کیا تھا۔ اسے لوٹ لیا گیا ہے۔ اس سے تمام رقم چھین لی گئی۔"

"اور یہ تمام رقم رضیہ نے چھینی ہے......؟" میں نے استہزائیہ نظروں سے حامد کو دیکھتے ہوئے ترش لہجے میں کہا۔

"Yes" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "وہی معمر عورت رضیہ جو ہمارے ساتھ کام کرتی تھی۔"

"کیا بک رہے ہو......؟" میں نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یقین نہیں آ رہا مگر میں سچ بول رہا ہوں۔ شوکت نے بتایا ہے کہ جب وہ دفتر سے بینک کے لئے نکل رہا تھا تو رضیہ نے اس سے کہا کہ وہ بھی بینک تک چلنا چاہتی ہے شوکت نے اسے ساتھ بیٹھا لیا۔ اگر کوئی انجان آدمی ہوتا تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتا مگر رضیہ نہ صرف یہ سب جانتی تھی بلکہ وہ ہم سب میں گھل مل گئی تھی راستے میں رضیہ نے پستول نکال لیا۔ اور گاڑی ایک جگہ رکوا دی۔ پھر اس نے اسکے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا وہ ابھی ابھی ہوش میں آیا ہے۔ رقم اور شوکت کی گاڑی دونوں غائب ہیں۔"

"کمال ہے۔ مجھے تو ابھی تک اس معمر رضیہ خاتون پر یقین نہیں آ رہا۔" میں نے حیرت سے کہا۔

وہ چال باز عورت تھی۔ جس نے اپنی چال بازی دکھائی ہے۔" حامد نے کہا۔

میں ایک لمحے تک سوچتا رہا پھر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "کم آن (Come on)"

"کہاں......؟" اس نے استفہامیہ نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ذرا درخواست پیپر دیکھتے ہیں کچھ نہ کچھ تو اس چال باز رضیہ کے بارے میں معلوم ہو ہی جائے گا۔"

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہم دونوں فائلنگ کیبنٹ میں پہنچ گئے میں نے فائلنگ کیبنٹ سے رضیہ کی فائل دیکھنی چاہی مگر فائل وہاں موجود نہیں تھی، ہم دونوں نے مل کر فائل کو ڈھونڈا، مگر فائل تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھی۔ تاہم فائل ڈھونڈنے کے دوران ہمیں ایک بڑا سا سفید رنگ کا لفافہ ضرور مل گیا جس پر نمایاں الفاظ میں رضیہ ٹائپ کیا ہوا تھا۔ اور یقیناً اندر پیپر پر بھی کوئی تحریر لکھی ہو۔ میں نے لفافہ کھولتے ہوئے اندر سے پیپر نکالا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔

"میں استعفیٰ دے رہی ہوں۔ رضیہ" یہ الفاظ بھی ٹائپ کئے ہوئے تھے۔ کوئی ہاتھوں سے لکھی ہوئی تحریر موجود نہیں تھی، ہم دونوں گہری سانس بھر کر رہ گئے۔

"تمہیں اس عورت کی درخواست کے مندرجات یاد ہیں۔" میں نے پرسوچ انداز میں

www.pdfbooksfree.pk

بولتے ہوئے پلٹ کر حامد سے کہا۔

"کچھ ریفرنس وغیرہ......؟"

"NO" حامد نے نفی میں سر ہلایا۔" پانچ ماہ پرانی باتیں ہیں۔"

"ہوں......" میں نے ہنکارا بھرتے ہوئے کچھ سوچا اور پھر ایک لمحے کے بعد بولا۔" ہاں مجھے ایک بات اچھی طرح سے یاد ہے۔"

"کیا......؟ کون سی بات......؟" حامد نے چونک کر تیزی کے ساتھ پوچھا۔

"وہ انڈیا کے کسی علاقے چکاشامیر سے پاکستان منتقل ہوئی تھی۔ معلوم نہیں یہ کوئی جگہ ہے بھی یا نہیں......؟"

"واقعی......آج تک میں نے بھی کوئی ایسی جگہ کا نام نہیں سنا......کم آن......انفارم کرتے ہیں اس چکاشامیر کے بارے میں...... دیکھتے ہیں رزلٹ کیا نکلتا ہے؟"

"ہاں۔ چلو۔" میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ہم دونوں نے پہلے کمپیوٹر اور ادھر ادھر سے اس جگہ کے بارے میں انفارمیشن حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ انڈیا میں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔

"وہ کوئی چال باز عورت تھی۔ جس کی چال بازی نے ہمیں کتنا بڑا چونا لگا دیا ہے۔" حامد نے آخر تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ اگلے روز میں اپنے دو کمروں والے بیچلر اپارٹمنٹ میں پہنچا۔ پولیس ہمارے ساتھ ہمدردانہ انداز میں پیش آئی تھی جب ہم نے انہیں ایک ایسی چال باز مجرمہ کا پتہ دیا جو اڑتالیس برس کی تھی، تو پولیس والے بھی ہنسے ضرور تھے۔

"اس عورت کی آپ کے پاس کوئی تصویر یا کوئی تحریر موجود ہے۔" ایک پولیس والے نے ہم سے رضیہ کی کوئی تصویر یا ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر مانگی تھی۔

"نہیں" ہم نے نفی میں سر ہلایا۔" کچھ بھی نہیں ہے۔"

واقعی ہمارے پاس دونوں چیزیں ہی نہیں تھیں۔ تو پھر پولیس والے اپنی کارروائی کیسے آگے بڑھا سکتے تھے۔

☆......☆......☆

میں اس وقت اپنے گھر میں ہی موجود تھا۔

میں نے کولڈ ڈرنک کی ایک بوتل کھولی اور چند لمحوں میں اسے آدھا کر دیا۔ پھر میں اٹھا اور بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر میں جیسے ہی اندر داخل ہوا۔

میری نظر ایک طرف بیڈ پر پڑی۔ وہاں بستر پر رضیہ بیٹھی ہوئی تھی اور نوے ہزار روپے گن گن کر گڈیاں تیار کر رہی تھی میرے اندر داخل ہوتے ہی اس عورت نے چونک کر میری طرف دیکھا۔

"ہیلو ممی......!" میں نے اس عورت کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا جو کہ اصل میں میری ماں فرخندہ تھی۔

☆

www.pdfbooksfree.pk